

# برکاتِ صیام

صوم کے لفظی معنی "امساک" رکنے اور چپ رہنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں صبح صادق سے غروب آفتاب تک بنیادی خواہشات، کھانا پینا اور جنسی تعلقات سے رضائے الہی کے لیے رکنے کا نام صوم اور روزہ ہے۔

روزہ، اسلام کے ارکانِ خمسہ میں تیسرا اہم رکن ہے۔ جس کا مقام توحید اور نماز کے بعد آتا ہے۔ مگر ایک عبادت کے طور پر روزہ کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اسلام سے پہلے بھی یہ کسی نہ کسی شکل میں مذاہبِ عالم کا جزو رہا ہے۔ اس لیے قرآن عزیز نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ  
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن  
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

جیسے پہلی آیتوں پر روزے فرض کیے گئے تھے  
اسی طرح تم پر بھی کیے جاتے ہیں۔ تاکہ تم پر ہیرنگار  
بن جاؤ۔

انسانیکو پیڈیا برٹانیکا میں ہے۔

"ہم بشکل کسی ایسے مذاہب کا نام لے سکتے ہیں جس میں روزے کی اہم حیثیت تسلیم  
ذکی گئی ہو۔"

## اسلامی روزہ اور دیگر مذاہب

اس طرح روزہ اگرچہ سارے مذاہب کا رکن ہے مگر اسلام نے دیگر عبادات کی طرح اس اہم عبادت کے بارے میں بھی اپنا تکمیلی کارنامہ انجام دیا اور روزہ کے مروج طریقوں میں قابلِ تہد اصلاحات کیں۔

لہ لسان العرب ۷: ۱۰۰ بقدرہ ۱۰۰

ARTICLE ON FASTING مفصل بحث کے لیے

دیکھئے سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) از سید سلیمان ندوی۔ ج ۴

ان میں سے اہم اور بنیادی اصلاحات مختصراً حسب ذیل ہیں:

### ۱۔ اعتدال

تقریب چینی مذاہب مسلسل کئی کئی ہفتوں کا روزہ تجویز کرتے تھے۔ اسی طرح یسائی مذاہب اور ہندو جوگی بھی مہوک کے مسلسل "چلے" کاٹنے کے قائل تھے۔ ادھر پارسیوں اور ہندوؤں کا روزہ یہ تھا کہ غلا اور گوشت سے پرہیز کر دگر پھل وغیرہ کھاتے چلے جاؤ۔ اسلام نے درمیانی راستہ بنلاتے ہوئے ایک طرف صبح سے شام تک کھانے پینے کی کلی ممانعت کر دی اور دوسری طرف یہ بھی کہہ دیا:

و یا کھروا و الاصال  
مسلسل کئی دن کا روزہ رکھنا منع ہے۔

و لا صام من صام الدهر  
بہمیشہ روزہ رکھنے والے کا سر سے کوئی وزن نہیں ہوتا

حدیث میں افطار میں جلدی کرنے کی جتنی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس میں بھی افراط و تفریط سے بچ کر جاوہ اعتدال کی نشاندہی کی حکمت پوشیدہ ہے۔ فرمایا:

لو يزال الناس بعضهم ما عجلوا  
لوگ تعجیل افطار کی راہ اعتدال پر گامزن رہیں

الفطروا  
گے تو ان میں خیر کا وجود باقی رہے گا۔

### ۲۔ عمومیت

پہلے روزہ کسی خاص جماعت یا افراد پر فرض ہوا کرتا تھا۔ مثلاً قدیم ہندوؤں میں برہمنوں کے لیے اور یونانیوں میں عورتوں کے لیے روزہ فرض تھا مگر اسلام نے اپنے سارے مائل، بالغ اور صحت مند پیرکاروں کے لیے اس اہم عبادت کو ضروری قرار دیا تاکہ اس کے فیوض و برکات سے سارے طبقات متبوع ہوں نیز کسی ایک طبقہ کو اس کا پابند کر کے باقی کو کھلی چھٹی دے کر

### ۳۔ استثناء

عمومیت کے ساتھ ساتھ استثنائی صورتوں میں روزہ کے اتوا یا کھلی معافی کی گنجائش بھی رکھی گئی اور مریض، مسافر اور بوڑھے نیز حاملہ، مرضعہ اور عائضہ عودت کو روزہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ اس کے بائبل پرکس یہودی شریعت میں یہ سخت حکم بھی شامل تھا کہ اگر کوئی پر دیسی مسافر روزے کے دنوں میں تمہارے ہاں آئے تو خواہ وہ غیر یہودی ہی کیوں نہ ہو اسے اپنے ساتھ روزہ رکھواؤ۔

## ۴۔ نسیان کی معافی

ایک اصلاح یہ بھی تھی کہ بھول چوک سے کھانا پینا معاف کر دیا۔ حدیث میں ہے:

من اكل او مشرب ناسيا فانه هو  
رجوع چوک سے کھانے والا یہ سمجھے کہ اللہ  
ذوق اللہ  
تعالیٰ نے خود اس کی معافی کی ہے۔

## ۵۔ زیب و زینت کی اجازت

یہودیوں میں روزے سے مصائب و آلام کی یادگار کے طور پر رکھے جاتے تھے۔ اس لیے تو رات میں روزے کے لیے نفس کو دکھ دینے کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ یہودی روزہ کے دنوں میں جائز قسم کی زیب و زینت سے بھی پرہیز کرتے اور خود پر ادا سی ونگلیٹنی طاری کر دیتے۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک یہ ذہنیت ریاکار کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اس لیے انہوں نے بھی انجیل میں اس پر نوبت تنبیہ کی ہے کہ اسلام نے اس رجا کو ختم کرنے کے لیے واضح ہدایات دیں اور بتایا کہ غسل، تیل لگانا، کنگھی کرنا، سر لگانا اور صاف ستھرا ہنار کے منافی نہیں بلکہ محمود و مرغوب افعال ہیں۔

## ۶۔ وقت کا تعین

اس بنیادی عبادت میں اجتماعیت کا رنگ پیدا کرنے کی خاطر اسلام نے اس کے لیے ایک مینہ کر دیا۔ شاہ ولی اللہ نے خوب لکھا ہے کہ:

روزہ اصلاح نفس کا ایک تریاق اور دوا ہے اور بطور دوا ہی کے اس کا استعمال مناسب ہے۔ اگر صیام کے لیے دو چار ہی دن مخصوص کیے جاتے تو دوا کا اثر ظاہر نہ ہوتا اور اگر بہت زیادہ دن اس کے لیے رکھے جاتے تو روزہ جسم کو بالکل کمزور کر دیتا اور بجائے فائدہ کے نقصان دیتا۔ لہذا صرف ایک مینہ اس مقصد کے لیے مقرر کیا گیا اور مینہ وہ چٹاکی جس میں قرآن عظیم کا نزول شروع ہوا تھا تاکہ اس تریاقِ نفس کا کتابِ ہدایت سے تعلق قائم و دائم رہے۔

## ۷۔ قمری حساب

وہ صیام کا تقرر عام مذاہب کی طرح شمسی حساب سے نہیں بلکہ قمری حساب سے کیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں میں مجاہدہ اور تربیتِ نفس کی تکمیل کر سکیں۔ نیز ہر جگہ اور ہر زمانہ میں لمبے چوڑے حساب میں

لے جامع ترمذی ص ۱۰۰، انجیل ص ۱۰۰، چ ۱۰۰۔ فصل در امر صیام۔

کی بجائے ہر خاص و عام اپنے اپنے علاقہ میں رویت ہلال کی بنیاد پر روزہ رکھ سکے۔

### تاریخِ فرضیت

روزہ لہذا شریعت کی افراط و تفریط کا علاج ہے۔ اس لحاظ سے کہ میں نہ اس کی خاص ضرورت تھی نہ گنجائش۔ وہاں تو پہلے ہی شدائد و مصائب کے طوفان تھے۔ لذاتِ حیات کہاں؟ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو ایک نو مصائب و ظالم سے آزادی نصیب ہوئی۔ دوسرے انصار کے ایشار اور فتوحات کے سلسلے میں ان کی مفلسی کو تو نگری سے بدل دیا۔ انہی حالات میں اصلاح و تربیتِ نفس اور تو نگری کے ممکنہ مناسبات کی روک تھام کے لیے روزہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ سترہ روزے فرض کیے گئے۔ حافظ ابن تیمیہ نے فرضیتِ صیام پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”اس نسبتاً مشکل عبادت کا فرض کرنا وسطِ اسلام ہی میں مناسب تھا۔ جب کہ لوگ

توجید، نماز وغیرہ دوسرے اذکار و احکام کے عادی ہو چکے تھے“

### اسرار و فضائلِ صیام

۱۔ تقویٰ و تزکیہ:

قرآن نے روزہ کا بنیادی مقصد لعلکہ تتقون بتلایا ہے۔ مگر اصل کھانے پینے اور جنسی ضروریات کا حد سے زیادہ توسع و تغنی ہی ہے۔ شہد گناہوں کی جڑ بنتا ہے۔ گناہ پر قابو پانے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خواہشات کو یک قلم فنا کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی جائے اور دوسرا یہ کہ انہیں جدا احتمال کے اندر رکھا جائے اور ضرورت کے وقت انہیں دبا سیکھا جائے۔ اسلام نے تزکیہ نفس کے لیے دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے جو معتدل بھی ہے اور فطری بھی۔

عثمان بن مظعونؓ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رہبانیت کی اجازت طلب کی تو یہ بھی

عرض کیا:

ہمیں اپنی مردمی فوت وائل کرنے کی اجازت دیجئے

اشذن لنا فی الاختصاص

تاکر ہم گناہ کی طرف مائل ہی نہ ہو سکیں۔

آپ نے فرمایا:

”نہیں، روزے رکھو، یہ کافی ہے۔“

عثمانؓ بن مظعون کے علاوہ عام نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے بھی فرمایا:

”تم میں سے جسے وسائل میسر ہوں، جلد شادی کر لے۔ روزہ روزہ رکھے، فائدہ لے و جاو

اس سے شہوت کی زیادتی ٹوٹے گی۔“

امام غزالیؒ روزہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”انہ تھو لعدو اللہ تعالیٰ لانه یکس  
روزہ دشمنِ خدا (شیطان) کی خوب سرکوبی کرتا

کرتا ہے۔ کیونکہ اسے اس کے بنیادی ہتھیار  
شہواتِ اقلیٰ ہی الة الشیطن

شہوت و خواہش سے محروم کرتا ہے۔

### ۲۔ ضبطِ نفس اور قوتِ لادویٰ کی تربیت

روزہ صبرت گناہوں کی ”بڑی“ شہوتِ نفس کو کمزور کرتا ہے بلکہ ضبطِ نفس، صبر اور کنٹرول

ایسی تربیت دیتا ہے جس کی بدولت گناہ کی چھوٹی موٹی شاخوں سے بھی انسان کی حفاظت ہوتی

اور اس کی قوتِ لادویٰ اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ بیکار کے علاوہ صحارے سے پینا بھی سیکھتا ہے۔

خصوصاً جھوٹے، غیبت، لڑائی جھگڑا جیسے روزمرہ اور عمومی گناہوں سے بچنے کی مشق کرتا ہے۔

میں ہے:

من اللہ یدع قول الذور و  
اگر کوئی چھوٹے گناہ اور اس پر عمل کرتا ہے چھوٹے

العمل به فلیس لله حاجة فی  
تو اللہ کو اس بات کی حاجت نہیں کہ وہ (مومن)

ان یدع طعامه وشرابه  
اپنا کھانا پینا ہی چھوڑے رکھے۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

”روزہ دار سے اگر کوئی گالی کھوچے یا لڑائی جھگڑا کرے تو وہ یہ کہہ کر لڑائی سے

کنارہ کشی کر لے کہ میرا تو روزہ ہے۔ ان صابہ احد، اذ قاتلہ فلیقتل انی امر

صائغہ

ایک اور حدیث میں روزے کو جہنم سے بچاؤ کے لیے ایک ڈھال قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”روزہ دار کو اس ڈھال میں جھوٹ، غیبت وغیرہ سے سوراخ نہ کرنا چاہیے۔“

الصيام حنة فلا يضر قها۔

### ۳۔ نیکی کی طرف رجحان

روزہ نہ صرف سچی طہ پر خواہشات پر کثرت اور گناہوں سے بچنا سکھاتا ہے بلکہ مثبت طور پر نیکی کی طرف رجحان میں اضافہ کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان نے اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ رمضان کے شروع میں اللہ کی طرف سے ایک منادی یوں پکارتا ہے:

يا باغي الخبيث اقبل ديا يا غي اے نیکی کے طلبکار آگے بڑھ اور خوب نیکیاں

السن اقص کر اور اسے بدی کے چاہنے والے، اب رک جا۔

عام تجربہ و مشاہدہ بھی یہی ہے کہ سفروں میں نماز، تراویح، تلاوت، سخاوت وغیرہ کی طرف توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور برائی کی طرف رجحان میں ایک قدر کمی محسوس ہوتی ہے۔ یہ دراصل روحانی اثر ہوتا ہے۔ اس واقعہ کا رمضان میں:

فتحت ابواب الجنة و غلقت جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جہنم کے در

ابواب جہنم و سلسلت الشياطين بند ہو جاتے ہیں اور کئی شیطان تیر و بند میں پھنس

دیے جاتے ہیں

### ۴۔ روحانیت اور قبل الی اللہ میں اضافہ

اکل و شرب اور جنس کے تقاضے اگر بہ قدرتی ہیں تاہم ان میں زیادہ مشغولیت انسان کی قوت روحانی و ملکی کو کمزور کرتی ہے۔ ان ضروریات کو ختم تو نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم روزہ ان چیزوں میں طبیعت کے انہماک کو کم کر کے روحانیت کو خوب بلند کرتا ہے۔ روحانیت و ملکوتیت کے حصول کے لیے روزے کی افادیت اتنی زیادہ ہے کہ جلیل القدر انبیائے کرام کو بھی فیض نبوت یا اعلیٰ مدارج ملنے سے قبل اس مرحلے سے گزرنا پڑا۔ موسیٰ و عیسیٰ نے چالیس چالیس دن کے روزے رکھے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاج نبوت عطا ہونے سے پہلے فارحہ میں تقییل خدا کے ذریعے روحانی تربیت حاصل کرتے رہے۔ روزوں سے قبل الی اللہ اور روحانیت کو جو نسبت ہے، اس کا بھرپور اظہار رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی صورت میں ہوتا ہے۔ جب کہ مستغف گھر بار سے عارضی گذرہ کشی کر کے خدا کے گھر میں اس سے ٹوٹا کر بیٹھا جاتا ہے۔

## ۵۔ ایمان و اخلاص میں ترقی

روزہ خدا کی رضا جوئی سمجھانا ہے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال کرنا ہے۔ اسی طرح وہ ایمان میں بھی اضافہ کرتا ہے اس لیے کہ وہ بجائے خود "ربع ایمان" کا درجہ رکھتا ہے۔ الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان۔

## ۶۔ ایشیا کی تربیت

روزہ ہمیں محتاجوں، غریبوں اور ناقہ کشوں کی جھوک اور مصیبت کا احساس دلاتا ہے۔ اسی لیے زبان نبوت نے ماہ رمضان کا ایک نام "شہر مہاسا" (مہرودی کا مینہ) بھی رکھا ہے۔ خود آپ رمضان میں معمول سے زیادہ سخاوت کرتے اور اچھوتوں اور اوروں کو دینا اور ایسے لوگوں کو دینا ضروری ہے۔ روزہ کی حالت میں غریب کی جھوک اور حاجت مند کی ضرورت کا احساس بہتر طور پر ہوتا ہے۔

## ۷۔ صبر و جہاد کشی

روزہ میں مشکلات و شدائد جیات برداشت کرنے کی عادت بھی ڈالتا ہے اور جہاد و قتال و جہاد اکبر (جہاد نفس) دونوں کے لیے تیار کرتا ہے۔

## ۸۔ جسمانی اصلاح

طبی طور پر بھی روزہ مختلف عراض کی اصلاح میں معاون ہے۔ یہ جسم کے رطوباتِ فاسدہ کو خارج کر کے اسے کئی بیماریوں سے بچاتا ہے۔

## ۹۔ دیگر فضائلِ ماثورہ

روزہ چونکہ اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ اس لیے اس پر بے پایاں وبے حساب اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہمیشہ میں خدا کا فرمان منقول ہے کہ:

"عام نیکی ۱۰ سے ۷۰ گنا تک بڑھتی ہے مگر الصوم لی واما اجزی بہ" روزہ خاص

میرے لیے ہے اور میں بنفسِ نفس اس کا اجر دوں گا"

قرآن عزیز نے بھی فرمایا:

لے عزالی: ایثار العلوم لے صحیح مسلم لے مشکوٰۃ

مانی  
مالک  
انہی  
پڑا  
اور  
پوتا

إِنَّمَا يُؤْتِي الْقَابِلُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ  
 صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر دیا جائے گا۔

و روزہ اللہ کا خصوصی طور پر پسندیدہ عمل ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا:

لغُلُوبِ قَوْمِ الصَّالِمِ أَحِبُّ إِلَى اللَّهِ  
 روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو بڑے مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔

یہ خصوصی پسندیدگی اور بے پایاں اجر کا وعدہ اس لیے ہے کہ روزہ میں اخلاص اور ریاست سے آزادی بہت ہے۔ اللہ کی پجارت سے درست لکھا ہے:

لَيْسَ فِي الصَّيَامِ دِيَاعٌ  
 روزہ میں ریاکاری کا دخل نہیں۔

ایک اور حدیث میں روزہ کو نجات کا شامس عمل قرار دیا گیا ہے۔ ابوامانر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

مَرِنِي بِعَمَلٍ يَخْلُقُ الْجَنَّةَ  
 مجھے کسی ایسے عمل کا پتہ بتائیں جو مجھے سید جنت میں لے جائے۔

آپ نے فرمایا:

عَلِمْتُ بِالصَّوْمِ نَافِعًا لَا عَدْلَ لَهُ  
 روزہ کو لازم پکڑو اس کے برابر کوئی عمل نہیں

یشت صحیح میں بھی روزہ کو مغفرت کا نسخہ قرار دیا گیا ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا  
 جو شخص رمضان کے روزے اذرعے ایمان اور

غفوره ما تقدم من ذنبه  
 نیت ثواب رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر

دیے جاتے ہیں۔

سے دار کی قبولیت دعا

حدیث میں آتا ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی:

۱۔ روزہ دار کی افطار کے وقت۔

۲۔ عادل بادشاہ کی

بخاری نے فتح الباری ص ۱۷۸

— مظلوم کی جس کرافتہ تعالیٰ بادلوں سے ابر پراختیایا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ:

” میں ضرورتیری امداد کروں گا گو کسی مصیبت اسے کچھ دیر ہو جائے “ بلکہ

ایک اور حدیث میں یوں آتا ہے:

ان الله تبارك وتعالى عتقاء في كل رمضان الهديك في هر شب وروز میں اللہ تعالیٰ کے

یوم و ليلة یعنی فی رمضان و ان لکل ہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑ دیے جاتے ہیں

مسلمہ فی کل یوم و ليلة دعوة اور ہر مسلمان کے لیے ہر شب وروز میں ایک دعا

ضرور قبول ہوتی ہے

مستجابہ

بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہو ہے۔ ترمذی کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت

ہوتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے مگر ہم لوگ اس وقت کھانے پر اس طرح گرتے ہیں کہ دعا

مانگنے کی فرصت تو کہاں؟ خود افطار کی دعا بھی یاد نہیں رہتی۔

افطار کے دعائیں یہ ہیں:

۱— اللهم لك صمت و على رزقك افطرت ذهاب الظماء و اقبلت العروق

و ثبت الاجر انشاء الله لہ

ترجمہ: الہی میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق ہی سے افطار کرتا ہوں۔ الحمد للہ پیاس

جاتی ہے، طبیعت سیر ہو گئی اور اجر بھی ثابت ہو گیا۔

۲— اللهم انى اسئلك برحمتك التي وسعت كل شيء ان تغفر لى ذنوبى لہ

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے بوسیلہ تیرى رحمت و اسو کے جس نے ہر چیز کو گوارا رکھا ہے،

سوال کرتا ہوں کہ تو میرے تمام گناہوں سے درگزر فرما۔

یہ متواتر ذکر دعا حضرت عبداللہ بنہ عمر و بنہ العاص نے پڑھا کرتے تھے۔

### برکاتِ رمضان

ماہِ میام اپنے جلو میں بے شمار فیوض و برکات لے کر آتا ہے اور اس مہلک مہینہ کے روز و شب

مومنوں کو اجر و ثواب لوٹنے کے وسیع و نادر مواقع فراہم کرتے ہیں۔ دن کے وقت وہ روزہ سے رہتے ہیں اور رات قیام و تلاوت میں گزار کر کہ الذین یبتغون لیثہم سجدۃً اتینا ما کی تصویر بنتے ہیں۔ اسی قیام بل کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من قام رمضان ایماناً و احتساباً جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے  
خضر لہ ما تقدم من ذنبہ لہ رمضان کی راتیں قیام میں گزارے اس کے پچھلے گنہ  
مغفرت کر دیے جاتے ہیں۔

قیام شب کے علاوہ بھی رمضان کا تلاوت قرآن سے گہرا تعلق ہے کیونکہ شہر رمضان القذی  
ذکر ذیہ القدر انہ قرآن کا نزول اسی مبارک مہینہ میں شروع ہوا اور اس لیے مومنین تیسرین دن کے  
ت روزہ کی حالت میں بھی تلاوت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ حدیث میں بھی فرمایا گیا:

الصیام و القرآن یتشفعان للعبد روزے اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔  
یہ شفاعت عند اللہ مقبول ہوگی۔

رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف جیسی نسبت و قبل سے بھر پور عبادت کا موقع فراہم کرتا ہے جس میں  
لغت خدا سے مانگنے کے لیے اس کے گھر ہی میں ڈیرا لگانا ہے اور وہ یقیناً ایسا کریم ہے جو گھر پر آنے والی  
امی نہیں لوٹاتا۔ اعتکاف کے روز و شب نوافل، اذکار، تلاوت اور یاد خدا میں گزار کر معتکف ایمان  
و ایمان اور روحانیت و عملی زندگی کی بھر پور تربیت حاصل کر کے حجۃ اعتکاف سے باہر آتا ہے۔ حضور صلی اللہ  
و سلم کے فرمان کے مطابق وہ اس آٹنا میں گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو نیکیاں وہ باہر نکل کر نہیں  
تا وہ بھی اس کے حق میں کبھی جاتی ہیں یتکف الذنوب و یجزی لہ منہ الحسنات تمام

سنات  
اسی عشرہ میں ایک رات وہ بھی آتی ہے جو شب قدر سے موسوم ہے اور جس کے تعلق قرآن نے  
فرمایا:

لَیْلَةُ الْقَدْرِ حَتَّىٰ مِّنَ اللَّیْلِ اس رات کی عبادت ایک نزار ماہ کی عبادت  
سے افضل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والتسویھا فی العشر الاواخر  
والتسویھا فی کل وتر

اس رات کو عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں  
تلاش کرنا چاہیے۔

اور اگر کہے تو دعائے مغفرت اللهم اذک عضو تحب العفو فاعف عني کثرت سے پڑھنی  
اس شب جبریل اور دیگر فرشتے اللہ کا ذکر کرنے والے ہر عالم و قاعد کے لیے خصوصی دعا کرتے ہیں تاکہ  
یصلون علی کل عبد قائم اذ قاعد ینذکو اللہ عزوجل

برکاتِ رمضان کا حسن خاتمہ عید الفطر اور عید رات پر ہوتا ہے عید رات بھی اللہ کی خصوصی رحمت اور  
کے نزول کی امین ہوتی ہے۔ لہذا اس میں بھی ذوق و شوق سے عبادت و دعا کرنی چاہیے۔ اسی شب  
کے صحیح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یفخر لادنتہ فی احد لیلۃ فی  
رمضان۔۔۔۔۔

اس رات آپ نے کئی امرت کو عام بخشش سے  
نوازا جاتا ہے۔

اس کی وجہ آپ کے لیے یہ بتائی گئی:

الاعمال اصابہ فی اجرہ اذا قضی  
عملہ۔۔۔۔۔

مزدور جب اپنی مزدوری پوری طرح کر لے تو  
اس کو اجرت و انعام سے نوازا جاتا ہے۔

یہی بات عید کے روز بھی رب العزت اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے:

یا ملائکتی ما جزاء اجیر رقی عملہ

اس مزدور کا بدلہ کیا ہے جو اپنی ڈیوٹی پوری طرح انجام دے

وہ عرض کرتے ہیں "الاعمالین اسے پورا اجر ملنا چاہیے" اس پر اللہ تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم کھا  
بندوں کو فرماتا ہے:

قد غفرت لکم و بدلت سیئاتکم

میں نے تمہیں بخش دیا تاکہ تمہاری برائیوں

حسانت سے تبدیل کر دیا۔

پھر جمعوں مغفورا اللهم اس طرح روزہ دار مومن عید گاہ سے اس حال میں واپس آتے ہیں کہ ان  
کے گناہ و صل پکے ہوتے ہیں۔ اللهم اجعلنا منہم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلا رات کے ستیج ہو سکی توفیق دے

یہ صحیح بخاری نے صحیح مسلم نے جامع ترمذی نے مشکوٰۃ فی مشکوٰۃ بحوالہ سند احمد نے مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان